پچھتاوا

بعض اوقات ایک لمحے کی بھول عمر بھر کا پچھتاوا بن جاتی ہے اور انسان پل پل مرتا اور جیتا ہے مگر اسے بہر حال اس غلطی کا خمیازہ بھگتنا ہی پڑتا ہے۔ ایک شخص کا المیہ وہ ایک اداکارہ میں بیوی تلاش کر رہا تھا۔

ایم الیاس

مہی پال کو اس بات کا بڑا دکھ اور پچھتاوا تھا کہ اس نے ایک اداکارہ سے شادی کیوں کی۔ آج ہی اسے اس بات کا احساس نہیں ہوا تھا۔ کوئی ایک ہفتے سے وہ یہ بات سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ آج وہ بڑے کرب سے سوچ رہا تھا کہ وہ شادی پورنیما سے بھی تو کر سکتا تھا وہ بلا کی حسین نہ سہی پر کشش تو تھی۔ سب سے بڑھ کر یہ بات تھی کہ وہ ایک عورت تھی۔ ایک ایسی عورت جس کے لیے پتی سب کچھ ہوتا ہے۔ درشنا حسین نہ تھی لیکن وہ بھی ایک اچھی بیوی ثابت ہو سکتی تھی وہ درد آشنا تھی۔ بے حد دکھی بھی تھی۔ اس کی وہ اتنی خدمت کرتی کہ آج اسے اذیت ناک کرب سے گزرنا نہیں پڑتا جو اسے پدمنی سے شادی کرنے کی صورت میں بھگتنا پڑ رہا تھا۔

اس کا یہ خیال غلط ثابت ہوا تھا کہ ایک اداکارہ کے اندر عورت چھپی ہوتی ہے۔ پدمنی بیوی اور عورت ثابت نہ ہو سکی تھی۔ شادی کو ایک برس ہو رہا تھا وہ اداکارہ ہی رہی تھی۔ عورت بن کر نہیں دکھا سکی تھی۔ اسے شوہر سے زیادہ دولت پارٹیوں اور سیر و تفریح سے دلچسپی تھی یہی بات اس کے لیے سوہان روح تھی۔

اگر وہ حادثے کی وجہ سے معذور نہ ہو گیا ہوتا تو کب کا پدمنی کو اس گھر اور اپنی زندگی سے نکال پھینکتا وہ اس وقت اپنے اس ارادے پر عمل نہیں کر سکتا تھا جب تک وہ مکمل طور پر صحت یاب اور چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہو جاتا۔ وہ بستر پر کسی بے بس آدمی کی طرح پڑا تھا۔ اس کے دونوں پیروں میں پلاسٹر تھا۔ سڑک پار کرتے ہوئے وہ ایک تیز رفتار گاڑی کے نیچے آ گیا تھا۔ چونکہ زندگی ابھی باقی تھی اس لیے وہ معجزانہ طور پر بچ گیا تھا مگر اس کے دونوں پیروں کی ہڈیاں کئی جگہ سے ٹوٹ گئی تھیں۔ وہ ایک مہینے تک اسپتال میں رہا تھا۔ گو وہ پوری طرح تندرست نہیں ہوا تھا مگر پدمنی اسے اپنے گھر لے آئی تھی۔ اس لیے کہ اسپتال روز کا آنا جانا اسے بری طرح کھل رہا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ گھر پر اس کی اچھی طرح سے دیکھ بھال کر سکتی ہے۔ پدمنی نے اس کی دیکھ بھال کے لیے ایک آیا رکھی تھی۔ وہ صبح آتی اور رات آٹھ بجے جاتی تھی۔ کوئی تین چار دن ہوئے معلوم نہیں کس وجہ سے اسے نکال دیا تھا۔ پدمنی سے اس نے اس کی وجہ پوچھی تو یہ کہہ کر ٹال دیا تھا کہ اس آیا نے اس کے پرس سے پچاس روپے کا ایک نوٹ اڑا لیا تھا۔

ان تین چار دنوں سے پدمنی کی حرکات و سکنات بڑی پراسرار اور مشکوک سے ہوگئی تھیں۔ اسے کچھ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اس سے نجات پانے کی غیر محسوس انداز سے کوشش کر رہی ہے۔ جب سے وہ بستر کا ہوا تھا اس نے اپنا بیڈ روم دوسرے روم میں بنالیا تھا اور ٹیلی فون بھی وہیں رکھ لیا تھا۔ شام تیار ہو کر جاتی تو رات دس گیارہ بجے سے پہلے نہیں آتی تھیں۔ اس نے دو ایک مرتبہ ٹوکا بھی تھا جس پر دونوں میں سخت کلامی بھی ہوئی تھی۔

آج بھی وہ کہیں جانے کے لیے اپنے کمرے میں تیار ہو رہی تھی۔ دو گھنٹے ہو گئے تھے ابھی تک اس کا سنگھار ختم نہیں ہوا تھا۔ پدمنی کی صرف ایک فلم ہٹ ہوئی تھی۔ اس کے بعد اس کی پوری پانچ فلمیں بری طرح فلاپ ہوئیں تو اسے فلم انڈسٹری چھوڑنا پڑی۔ اس کی ملاقات پدمنی سے ایک پارٹی میں ہوئی تھی۔ پدمنی کے حسن و شباب نے اسے بڑا متاثر کیا تھا۔ اسے حیرت اس بات پر تھی کہ وہ تماشائیوں کو کیوں نہ متاثر کر سکی۔ اس کی پدمنی سے دو تین ملاقاتیں اور ہوئی تھیں۔ چوتھی ملاقات میں اس نے پدمنی کو شادی کی پیش کش کی تو پدمنی نے فوراً قبول کر لی۔ وہ کیوں نہ قبول کرتی وہ نہ صرف دولت مند اور وجیہہ تھا بلکہ فٹ بال کا مشہور کھلاڑی بھی تھا۔

وہ آج یہ بات سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ کل کسی دوست کو بلا کر وہ پھر اسی اسپتال میں داخل ہو جائے گا جہاں اس کا علاج ہوتا رہا تھا۔ اگر وہ یہاں رہا تو پدمنی اسے جلا جلا کر مار دے گی۔ کیا معلوم کب اس کی جان بھی لے لے۔ اس کے تیور اسے اچھے نہیں لگ رہے تھے۔ وہ اسے موت کے منہ میں پہنچا کر اس کی دولت اور جائداد کی مالک بننا چاہتی تھی۔

پیروں کی چاپیں سن کر اس کے خیالات کا سلسلہ بکھر گیا۔ پدمنی ہاتھوں میں ایک ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوئی۔ اس کے اندر داخل ہونے سے سارا کمرا مہک اٹھا تھا۔ اس نے ٹرے پلنگ کے پاس والی میز پر رکھ دی۔ ''یہ تمہارے لیے رات کا کھانا ہے۔ سوپ اور سبزی ترکاری اور چپاتیاں ہیں۔'' اس نے پدمنی کو دیکھا وہ خصوصی سنگھار کیے ہوئے تھی۔ میک اپ نے اسے اور حسین بنا دیا تھا اور پھر اس نے ایسا لباس پہن رکھا تھا کہ جسم اس میں سے چھلک رہا تھا اور بے حد خطرناک لگ رہا تھا۔ مردوں پر بجلی بن کر گر سکتا تھا۔ اس جسم کے خطرناک تناسب نے اسے پدمنی پر ریشہ خطمی کیا تھا اور وہ شادی کرنے پر مجبور ہوا تھا۔

''تم کہاں جا رہی ہو؟'' وہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکا۔

''پارٹی میں۔'' پدمنی نے بڑی بے پروائی سے جواب دیا۔

''پارٹی میں یا کسی یار سے ملنے.....؟'' اس کے منہ سے بلا ارادہ نکل گیا۔ پدمنی نے کسی چوٹ کھائی ہوئی ناگن کی طرح اس کی طرف دیکھا اور پھنکاری۔ ''تم مجھے کیا سمجھتے ہو؟ میں تمہاری بیوی ہوں کوئی طوائف نہیں۔''

''کیا ایک بیوی اور شریف عورت اپنے شوہر کو گھر پر چھوڑ کر اور اس طرح سے بناؤ سنگار کر کے رات آٹھ بجے گھر سے نکلتی ہے؟''

میں بیوی ہوں نوکرانی نہیں جو سارا دن تمہاری خدمت کرتی رہوں اور پھر میں ایک با عزت فن کارہ ہوں مجھے تقریبات میں مدعو کیا جاتا ہے۔ میں جاؤں گی۔ ضرور جاؤں گی۔'' وہ فرش پر پیر پٹخ کر بولی۔

''میری بلا سے کہیں بھی جاؤ.....'' وہ نفرت سے بولا اور اس نے غصے سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ وہ پدمنی کا چہرہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ اسے پدمنی سے نفرت ہو چلی تھی۔ پدمنی کھٹ کھٹ کرتی اور بڑبڑاتی ہوئی کمرے سے چلی گئی۔ اس نے دوسرے لمحے سوچا کہ اسے تلخی سے کام لینا نہیں چاہیے اس وقت تک جب تک وہ اسپتال میں داخل نہیں ہو جاتا۔ اسے اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا کہ اس نے پدمنی سے تلخ کلامی کر کے اچھا نہیں کیا۔ اسے نرمی اور چاپلوسی سے کام لینا چاہیے۔ جھوٹی محبت کا اظہار کر کے پدمنی کو بے وقوف بنانا چاہیے۔ جبھی وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو پھر پدمنی اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گی۔

چند لمحوں کے بعد پدمنی کمرے میں داخل ہوئی تو اس کے دائیں ہاتھ میں لیٹر پیڈ، اور بائیں ہاتھ میں قلم تھا۔ وہ اس کے بستر کے پاس آ کھڑی ہوئی تو اس نے پدمنی کے چہرے کی طرف دیکھا وہ ابھی تک تناؤ کا شکار تھی اور اس کا حسین چہرہ تمتما رہا تھا۔ وہ پدمنی کا ہاتھ پکڑ کے بولا۔ مجھے معاف کر دو پدمنی! میں بہت شرمندہ ہوں کہ میری باتوں سے تمہارے دل کو سخت تکلیف پہنچی ہے۔''

اس کی بات سن کر پدمنی بری طرح چونکی۔ پھر اس کے چہرے پر نرمی اور محبت کی لکیروں نے جگہ لے لی۔ ''میں بھی تم سے معافی چاہتی ہوں کہ .....میں نے تمہارا دل دکھایا۔'' وہ اس کے ہاتھ کو چومتا ہوا بولا۔ ''آج سے میں کبھی تم سے نہ تو کوئی شکوہ شکایت کروں گا اور نہ ہی کہیں آنے جانے پر کوئی اعتراض... تمہاری خوشی کے لیے میں ہر قسم کی تکلیف برداشت کر لوں گا۔''

''تم کتنے اچھے ہو مہی پال!'' وہ اس پر جھک گئی۔ محبت کے اس اظہار میں نہ محبت تھی نہ گرم جوشی، ریاکاری اور منافقت تھی۔ اس نے یہ بات صاف طور پر محسوس کی تھی۔ دوسرے لمحے وہ سیدھی ہو کر بولی۔ ''جان تم اپنے ہاتھ سے اس پر ایک مختصر سا خط تو لکھ دو...'' لیٹر پیڈ اور قلم اسے دے دیا۔

''کیسا خط.....؟'' اس نے حیرت سے پدمنی کی طرف دیکھا۔ ''کس کے نام؟''

''میرے نام اور.....'' پدمنی نے جملہ پورا بھی نہیں کیا تھا کہ اطلاعی گھنٹی بجی۔ پھر مسلسل بجنے لگی۔ کوئی بدتمیزی سے بجا رہا تھا۔ پدمنی ایک جھٹکے سے اور غصے کی حالت میں دروازے کی طرف بڑھی جیسے اسے کچا چبا جائے گی۔ چند لمحوں کے بعد پدمنی کمرے میں داخل ہوئی تو اس کی حالت مردے سے بھی بدتر تھی۔ اس کا چہرہ سفید پڑتا چلا گیا تھا اور اس کے بدن پر لرزہ طاری تھی۔ ایسا لگ رہا تھا وہ ابھی گر پڑے گی۔

اس کی وجہ دوسرے لمحے مہی پال کی سمجھ میں آ گئی۔ ایک دراز قد شخص جو چہرے مہرے اور وضع قطع سے مجرم اور سفاک لگ رہا تھا ریوالور لیے اندر داخل ہوا تھا۔ مہی پال نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا۔ ''جسونت سنگھ تم؟'' جسونت سنگھ اپنا نام اس کی زبان سے سن کر چونکا۔ پھر وہ مہی پال کو پہچان کر بولا۔ ''مہی پال تم..... اس حالت میں، میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں؟''

''یہ ایکسی ڈنٹ کا نتیجہ ہے۔ یہ تمہارے ہاتھ میں ریوالور کیوں ہے؟ اسے جیب میں رکھ لو۔ یہ میری پتنی پدمنی ہے۔ یہ دو سال پہلے اداکارہ رہ چکی ہیں۔''

''ساری یار!'' جسونت جیب میں ریوالور رکھتے ہوئے بولا۔ ''پولیس نے اس ٹرک پر چھاپہ مارا تھا جس میں، میں مال لے جا رہا تھا۔ بڑی مشکل سے جان بچا کر یہاں پناہ لینے آیا ہوں۔ مجھے کیا معلوم یہ میرے دوست کا فلیٹ ہے۔''

''تم صحیح جگہ پہنچے....'' مہی پال بولا اور اس نے پدمنی سے کہا۔ ''یہ میرا دوست جسونت ہے۔ تم نے اس کا نام سنا ہوگا۔ یہ کسی زمانے میں مستان بابا کے گروہ میں ہوتا تھا۔''

''ہاں میں نے سنا ہے۔'' وہ تنک کر بولی۔ ''مجھے منشیات فروشوں سے ذرا بھی دلچسپی نہیں ہے۔''

''جسونت اس وقت میرا مہمان اور میرا دوست ہے منشیات فروش نہیں۔''

''ٹھیک ہے۔'' اس نے برا سا منہ بنایا۔ ''تم اپنے مہمان اور دوست سے باتیں کرو۔ مجھے پارٹی میں جانے کے لیے دیر ہو رہی ہے۔''

آپ اس فلیٹ سے کیا اس کمرے سے بھی باہر نہیں جا سکتیں جب تک میں یہاں موجود ہوں۔ جسونت سنگھ نے اس کا راستہ روکتے ہوئے کہا۔ ''میں یہاں آدھے گھنٹے سے زیادہ نہیں رکوں گا۔''

جسونت! تم بے فکر رہو یہ پولیس میں رپورٹ نہیں کرے گی؟'' مہی پال نے اس کی طرف دیکھا۔ ''اسے جانے دو ہم دونوں اطمینان سے بیٹھ کر باتیں کریں گے۔''

''تم میری بات کا برا نہ مانو تو میں کہوں گا کہ تمہاری وائف مجھے اچھی عورت نہیں لگی۔'' جسونت، پدمنی کے چہرے پر نظریں مرکوز کر کے کہنے لگا۔ ''اس کی آنکھوں اور چہرے سے عیاری، مکاری اور چالاکی ٹپک رہی ہے۔ میں یورپ بھی حسین عورتوں پر بھروسا کرنے کا قائل نہیں ہوں۔ یہ بڑی سفاک، بے رحم اور خطرناک ہوتی ہیں۔''

پدمنی پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔ ادھر مہی پال حیران تھا کہ اس نے پدمنی کا کتنا صحیح تجزیہ کیا ہے۔ ایک نظر میں اس نے اس عورت کو پہچان لیا جبکہ اسے بڑی دیر لگی۔

پدمنی ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ جسونت اس سے تھوڑی دیر تک باتیں کرتا اور اس کے حادثے کے بارے میں دریافت کرتا رہا۔ پھر اس نے اچانک پوچھا۔ ''ٹیلی فون ہے؟''

''ہاں..... دوسرے کمرے میں۔'' مہی پال نے بتایا اور پھر پدمنی سے کہا۔ ''انہیں اپنے کمرے میں لے جاؤ۔'' پدمنی برہمی سے اٹھی اور جسونت سنگھ کو ساتھ لے کر کمرے سے نکل گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد جسونت آیا تو وہ اکیلا تھا اور ٹیلی فون سیٹ نکال لیا تھا۔ اس نے پوچھا یہ پدمنی کہاں ہے۔''

''میں اسے کمرے میں بند کر آیا ہوں۔'' جسونت سنگھ نے جواب دیا۔ ''یار حیرت ہے تم نے ایک اداکارہ سے شادی کر لی یہ تو کسی کی بھی نہیں ہوتی ہیں۔''

''بس غلطی ہو گئی۔'' وہ آہستہ سے بولا۔ ''ٹھیک ہوتے ہی اس سے چھٹکارا حاصل کر لوں گا۔''

مال کے چکر میں صبح سے بھوکا ہوں۔ ''جسونت سنگھ نے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔ ''کچھ کھانے کو ہے...؟'' مہی پال تکیے پر گردن گھما کر سائڈ ٹیبل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ ''یہ رکھا ہے۔ کھا لو....'' جسونت سنگھ نے ٹرے کے برتن اٹھا کر دیکھتے ہوئے بولا۔ ''یہ تو تمہارا کھانا معلوم ہوتا ہے۔''

''کوئی بات نہیں کھا لو.... میں پدمنی سے کہہ کر بنوا لوں گا۔'' جسونت سنگھ کھانے پر جیسے ٹوٹ پڑا۔ اس نے کھانا کھانے کے برتن اس طرح ڈھک کر رکھ دیئے جیسے پہلے رکھے تھے۔ پھر بولا ''یہ تمہاری بیوی کو کھانا پکانا نہیں آتا ہے۔ سوپ کا ذائقہ کچھ عجیب سا تھا۔''

''تم کیوں بھول رہے ہو کہ وہ اداکارہ ہے باورچن نہیں....''

جسونت سنگھ تھوڑی دیر کے بعد پدمنی کو اس کمرے سے لے آیا اور بولا۔ ''اچھا دوست! میں جا رہا ہوں۔ تم نے مجھ پر جو احسان کیا ہے میں اسے ساری زندگی بھلا نہیں سکوں گا۔ شاید تمہارا یہ احسان کبھی اتار دوں۔''

جسونت کے جاتے ہی پدمنی نے لپک کر برتن دیکھے جو خالی تھے۔ پھر اس نے لیٹر پیڈ اور قلم اٹھایا اور اس سے بولی ''جلدی سے چند سطریں گھسیٹ دو۔''

''کیا لکھوں.....؟'' اس نے پدمنی کے ہاتھ سے پیڈ اور قلم لیتے ہوئے پوچھا۔ اس نے بتانا مناسب نہیں سمجھا کہ کھانا کس نے کھایا ہے۔

''لکھو....'' وہ بے حد سرد اور بے رحم لہجے میں کہنے لگی۔ ''میری عزیز از جان پتنی پدمنی اور پولیس انسپکٹر! میں مہی پال ولد جگدیش پال اپنی معذور زندگی سے تنگ آ کر خودکشی کر رہا ہوں۔ لہٰذا میں اپنی موت کا ذمے دار ہوں۔ اس کے لیے کسی کو ذمہ دار نہ ٹھہرایا جائے۔ فقط مہی پال.....''

''کیا.....؟'' مہی پال نے خوف اور حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ وہ اس کی بات کی تہہ میں پہنچ گیا تھا ''کیا تم مجھے قتل کرنا چاہتی ہو۔''

''ہاں....'' اس کے لہجے میں سفاکی تھی۔

''کس لیے.....؟''

''اس لیے کہ میں ایک معذور شخص کے ساتھ زندگی گزار نہیں سکتی ہوں۔'' ''اگر ایسا ہے تو تم طلاق لے سکتی ہو۔''

''کیا تم طلاق کے ساتھ ساتھ اپنی ساری دولت اور جائداد میرے نام کر سکتے ہو؟''

''نہیں.....''

''پھر مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔'' وہ استہزائی لہجے میں بولی۔ ''میں تمہارے قتل کے کیس کو خودکشی کا کیس بنانا چاہتی ہوں کہ میں تمہاری دولت اور جائیداد کی مالک بن جاؤں۔''

''اگر میں خط لکھنے سے انکار کر دوں؟''

''میں ہتھوڑی سے تمہاری دونوں ٹانگوں پر اس وقت تک ضربیں لگاتی رہوں گی جب تک تم خط نہیں لکھ دیتے..... مہی پال کے سارے جسم میں سنسناہٹ دوڑ گئی اس اذیت سے قتل ہو جانا بہتر تھا۔ آخر اس نے خط لکھ کر اور اس کے نیچے دستخط کر کے دے دیے۔ پدمنی نے خط لے کر پڑھا اور اسے اپنے پرس میں رکھ لیا۔ اچھا اب میں جا رہی ہوں۔ تم مجھے دیکھ نہ سکو گے لیکن میں تمہیں دیکھوں گی اور تمہاری موت پر آنسو بہاؤں گی۔ پانی..... پانی.....''

مہی پال کا خیال تھا کہ پدمنی پستول سے اسے قتل کر کے پستول اور خط اس کے بستر پر رکھ کر چلی جائے گی۔ پھر واپس آ کر ڈرامہ رچائے گی۔ اس نے ایسا کچھ نہیں کیا اس کا خط لے کر چلی گئی تھی۔ فوری طور پر دوسرا خیال جو اس کے ذہن میں آیا تھا وہ یہ تھا کہ شاید اس نے کسی پیشہ ور مجرم کی خدمات حاصل کی ہوں گی۔ شاید وہ آتا ہوگا..... اس خیال کے آتے ہی وہ دہشت زدہ سا ہو گیا۔ چند

لمحوں کے بعد دروازہ کھلنے کی آواز آئی اس کا اندازہ درست ثابت ہوا تھا۔ اس کے کمرے میں داخل ہونے والا کوئی دوسرا نہیں تھا پدمنی تھی وہ بری طرح گھبرائی ہوئی تھی ''کیا بات ہے؟'' اس نے پوچھا۔

''تمہارا دوست زینے پر مردہ پڑا ہے اور پولیس اس کی تلاش میں پہنچ ہی گئی تھی۔

''کہیں وہ پولیس سے مقابلہ کرتے ہوئے تو مارا نہیں گیا؟''

''مجھے کچھ نہیں معلوم وہ کیسے مرا....'' وہ خوف زدہ لہجے میں بولی۔

باہر کے دروازے پر کوئی زور زور سے دستک دینے لگا۔ پدمنی دروازہ کھولنے چلی گئی۔ چند لمحوں کے بعد پولیس انسپکٹر پدمنی کے ساتھ اس کے کمرے میں داخل ہوا وہ اس کے بستر کے پاس آکر بولا۔ آپ کے برابر والے فلیٹ میں مسٹر دیال شرما ہیں انہوں نے بتایا کہ جسونت سنگھ تھوڑی دیر پہلے آپ کے فلیٹ سے نکلا اور زینے سے سیڑھیوں پر لڑھک گیا۔ کیا جسونت سنگھ آپ کے ہاں پناہ لینے آیا تھا.....''

''جی جناب..... یہ اتفاق تھا۔ بدقسمتی سے وہ میرا دوست بھی تھا۔'' مہی پال نے بتایا۔ ''سیڑھیوں پر گرتے ہی اس کی موت واقع ہو گئی۔'' پولیس انسپکٹر نے کہا۔

''کیا دل کا دورہ پڑنے سے.....''

''نہیں .... کسی اور وجہ سے بھی ہو سکتا ہے.... یہ بات تو پوسٹ مارٹم سے معلوم ہو سکے گی۔'' معاً اس کی نظر سائڈ ٹیبل پر پڑی وہ اچھل پڑا ساری بات اس کی سمجھ میں آگئی اور پدمنی کا منصوبہ بھی اس نے پدمنی کی طرف دیکھا وہ بھی اس کی طرف دیکھ رہی تھی پھر پدمنی کا چہرہ سفید پڑ گیا۔

''انسپکٹر!''

وہ بولا۔ ''جسونت نے میرے ہاں پناہ لی تو وہ سخت بھوکا تھا اس نے میرا کھانا کھا لیا تھا۔ آپ ذرا ان کھونوں کو لیبارٹری بھیج کر تو دیکھیں شاید....''

یہ سنتے ہی پدمنی غش کھا کر فرش پر گر پڑی۔

تھوڑی دیر کے بعد مہی پال پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔ پولیس انسپکٹر کا خیال تھا کہ وہ اپنی حسین بیوی کی بے وفائی پر رو رہا ہے مگر صرف وہ جانتا تھا کہ وہ اپنے محسن کی موت پر آنسو بہا رہا ہے۔

☆☆